تقریر

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رہن سہن اور روز مرہ کے معمولات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام:163)

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اُس اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

مَیں غلاموں کے غلاموں کا غلام
مَیں بھلا کس منہ سے لوں احمدؐ کا نام
میم کے پردے میں ہے جس کا مقام
اس پہ ہوں لاکھوں درود، اربوں سلام
”سالکاں را نیست غیر از وَے اِمام
رہرواں را نیست جُز وَے رہبرے“

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رہن سہن اور روز مرہ کے معمولات۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم میانہ قد کے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں کاندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا یعنی سینہ بہت چوڑا اور کشادہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کانوں کی لَو سے زیادہ اَور کندھوں کے اوپر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال نہ تو گھنگرالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ قدرِ خمدار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مانگ نکالا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سر پر تیل لگایا کرتے تھے۔ سر کی پگڑی کے نیچے اکثر کپڑا رکھا کرتے تھے جو تیل زدہ ہو جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم وضو کرنے کے بعد جب سر کے بالوں میں کنگی کرتے تو دائیں طرف سے کرتے اور جب جوتا پہنتے تو دایاں جوتا پہلے پہنتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال کالے تھے مگر عمر کے ساتھ چند بال سفید ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تیل لگاتے تو وہ سفید بال چکنائی کی وجہ سے چھپ جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک اور ریش مبارک میں 14 سے زائد سفید بال شمار نہیں کیے تھے۔ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سفیدی در آئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ ہود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ یہ بھی روایت ملتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی کبھار خضاب یا مہندی کا استعمال بھی کر لیا کرتے تھے۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کو تین تین بار دونوں آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اِثْمَد لگایا کرو یہ بصارت کو جلا بخشتا ہے اور بال اگاتا ہے۔ اِثْمَد ایک سیاہی مائل کا ایک قسم کا پتھر ہے جسے باریک پیس کر سرمہ بنایا جاتا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کپڑوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ قمیص تھی جس کی آستین کلائی اور ہاتھ کے جوڑ تک ہوتی تھی اور چادر میں پسندیدہ دھاری دار یمنی چادر تھی۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سرخ لباس زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں کی چمک گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب نیا لباس زیب تن فرماتے جیسے عمامہ، قمیص یا چادر تو آپ یہ دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِمَا صُنِعَ لَہُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔ اے اللہ! تو ہی تمام تعریف کا مستحق ہے کیونکہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی خیر چاہتا ہوں اور وہ خیر جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے بھی جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔ حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادروں میں ملبوس دیکھا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زعفران میں رنگی دو چادریں زیب تن کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید لباس پہنا کرو۔ تمہارے زندہ بھی یہ پہنے اور اپنے مردوں کو بھی اس میں کفناؤ کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے۔ ایک جگہ فرمایا۔ سفید رنگ کا لباس پاک صاف ہوتا ہے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک رومی جُبہ زیب تن فرمایا جس کی آستین تنگ تھی۔

سامعین! جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رہن سہن کا تعلق ہے۔ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کر روٹی تناول نہیں فرمائی ماسوائے اجتماعی کھانے کے موقع پر۔ نجاشی بادشاہ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں دو سیاہ رنگ کے سادہ موزوں کا تحفہ بھجوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں پہن کر وضو کیا اور ان پر مسح فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چمڑے کے جوتے تھے جن پر دو فیتے تھے اور ان کے تسمے دہرے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر بالوں کے چمڑے والے جوتے پہنا کرتے تھے۔ بعض اوقات ان جوتوں پر پیوند لگے ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے سے منع فرمایا نیز دائیں طرف سے جوتا پہننے اور بائیں طرف سے اتارنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حتی الوسع ہر کام دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے۔ اپنی کنگھی کرنے، جوتا پہننے میں اور وضو کرنے میں بھی دایاں پہلو مد نظر رکھتے۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی یعنی حبشہ کے علاقے کا تھا۔ اسی انگوٹھی سے آپؐ مہر لگاتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عجم کے نام جو خطوط لکھے تھے ان پر اسی انگوٹھی سے مہر لگائی کیونکہ عجمی صرف وہ خط قبول کرتے تھے جس پر مہر ہو اس انگوٹھی کا نقش "محمد رسول اللہ" تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے اور بیت الخلا میں جاتے اپنی انگوٹھی اتار کر جاتے تھے۔ یہی وہ مبارک انگوٹھی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی جو اویس نامی کنویں میں گر گئی تھی۔

پیارے بھائیو! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ کے اوپر کا حصہ چاندی کا تھا۔ لکھا ہے کہ احد کے روز حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ مکہ میں داخل ہوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خَود (ایک قسم کا سر کی حفاظت کے لئے ہتھیار) پہن رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ رنگ کا عمامہ پہنا کرتے تھے۔ جس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکا لیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیوند لگی چادر اور ایک موٹی اِزار صحابہ کو دکھلائی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دو میں وفات پائی۔ آپ کی ازار پنڈلیوں تک ہوتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھی گویا آفتاب کی چمک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بہہ رہی ہوتی تھی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لیے سمٹتی چلی جاتی تھی۔ ہم بڑی جدوجہد کرتے ہوئے آپ کے ساتھ چلتے اور آپ بڑے اطمینان سے چل رہے ہوتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ چلتے تو مضبوطی سے پاؤں اٹھا کر چلتے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹھنے کا طریق یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مسجد میں گوٹھ مار کر بیٹھتے تھے۔ حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عاجزی سے بیٹھے دیکھا تو میں رُعب کی وجہ سے کانپنے لگی۔ آپؐ بالعموم تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے مگر ٹیک لگا کر آپؐ کچھ نہ کھاتے۔ آپؐ نے یمنی منقش والی چادر سے نماز بھی پڑھائی۔ مگر ایک موقع پر آپؐ نے ایسی قمیض کسی کو تحفہ کر دی جس پر نقش تھے جو نماز میں توجہ اللہ کی طرف سے ہٹا رہی تھی۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آخری بیماری میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوئی دیکھا زرد رنگ کی پٹی سر مبارک پر بندھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے کہا کہ اے فضل! اس پٹی کو مضبوطی سے باندھ دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھوں کے سہارے مسجد تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو سرخ خدود کی شکل میں کبوتری کے انڈے جیسی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا تحفہ رد نہ فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس عطر کی ایک ڈبیا ہوتی تھی جس میں سکہ نامی ایک مشہور عطر ہوتا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ پھول اور دودھ کا تحفہ بھی رد نہ فرماتے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ

آپ جلدی جلدی بات نہ کرتے تھے بلکہ فصیح و بلیغ کلام فرماتے۔ جو ٹھہر ٹھہر کر ادا کیا گیا ہو اور ہر ایک کو سمجھ آ جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ و سلم اپنی بات کو بالعموم تین مرتبہ دہراتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، اللہ کے نام سے بات کا آغاز فرماتے اور اللہ ہی کے نام پر اختتام فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہ تو سخت مزاج تھے اور نہ ہی کمزور اور بے حیثیت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نعمت کی تعظیم فرماتے کھانے پینے کی چیزوں میں نقص نہ نکالتے۔ کسی کی طرف اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے کرتے نہ کہ ایک انگلی سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ ہنسی تبسم کی حد تک ہوتی۔ زور کا قہقہہ نہ لگاتے۔ آپ کے دندانِ مبارک ایسے لگتے جیسے بادل سے گزرنے والے اولے ہوتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طبیعت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی فرمالیا کرتے تھے۔ جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ دو کانوں والے کہہ کر پکارا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی عمیر نے ایک سرخ چڑیا پال رکھی تھی جس کا نام نغیر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نغیر کے مرجانے پر عمیر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ کہ اے ابو عمیر! تیرے نغیر نے کیا کیا۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سواری کے لیے تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کیا اونٹ اونٹنیوں ہی کے بچے نہیں ہوتے؟۔ ایک دفعہ ایک بوڑھی خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور جنت میں داخلے کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنت میں تو کوئی بوڑھی عورت نہیں جائے گی۔ جس پر وہ روتی ہوئی واپس ہونے لگی تو فرمایا اسے بتا دو کہ وہ جنت میں بوڑھی ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا (الواقعہ: 36-37) کہ ہم نے ان کے ازواج کو نہایت اعلیٰ طریق پر پیدا کیا ہے۔ پس ہم نے انہیں کنواری بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سوتے وقت اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دعا کرتے۔ رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تُبْعَثُ کہ اے میرے رب! مجھے اس دن اپنے عذاب سے بچانا جب تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ بستر پر جاتے تو یہ دعا کرتے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا، وَاِذَا اسْتَیْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْر کہ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں اور جب بیدار ہوتے تو یہ فرماتے۔ تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف زندہ ہو کر جانا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معمولات میں سے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ بستر پر لیٹتے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پھونک مارتے اور تینوں قل پڑھتے اور جس قدر ممکن ہوتا اپنے جسم پر دونوں ہاتھ تین دفعہ پھیرتے۔

سامعین! جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت کا تعلق ہے لکھا ہے کہ آپ نماز میں اتنا کھڑا ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مشقت کیوں فرماتے ہیں۔ تو فرمایا کہ جب خدا نے میرے تمام کردنی اور ناکردنی گناہ معاف فرما دیے ہیں تو میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز یعنی نماز تہجد کبھی تیرا رکعت مع وتر ہوتی تھی اور اکثر 11 رکعات مع وتر ہوتے۔ باقی فرض نمازوں کی سنتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر گھر سے پڑھ کے جاتے۔ فجر سے قبل دو رکعت، ظہر سے قبل دو اور بعد میں دو رکعت، مغرب کی فرض نماز کے بعد دو اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت سنتیں ادا فرماتے۔ یوں یہ کل دس رکعت ہوتی اور فرماتے مجھے اپنے گھر میں نماز (سنتیں) پڑھنا مسجد میں فرض نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے۔ اسی طرح ضحیٰ کے وقت چار اور چاشت کے وقت چار نفل بھی پڑھنا مسنون ہے۔ اس کی وضاحت ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زوال آفتاب کے بعد چار رکعتیں پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں جو ظہر کی نماز پڑھے جانے تک بند نہیں ہوتے۔ اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میری کوئی نیکی (یا نیک عمل کے الفاظ استعمال فرمائے) آسمان کی طرف جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سوموار اور جمعرات کا نفلی روزہ رکھا کرتے اور فرماتے کہ ان دو دنوں کو اعمال، خدا کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ اس حال میں میرے اعمال پیش ہوں کہ میں روزے سے ہوں۔ ایک روایت میں ہر ماہ تین روزے رکھنے کا ذکر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ پسند تھے جن میں باقاعدگی اختیار کی جائے۔ ایک جگہ ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ پسند تھا جس پر مداومت اختیار کی جائے خواہ وہ تھوڑا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو سے قبل مسواک کرنا پسند تھا اور نماز میں تلاوت کے دوران جہاں رحمت کا ذکر ہوتا وہاں رک کر رحمت طلب فرماتے اور جب عذاب کی آیت سے گزرتے تو وہاں اللہ کی پناہ مانگتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرات ٹھہر ٹھہر کے کرتے۔ الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر رک جاتے پھر الرحمن الرحیم پڑھ

کے ٹھہرتے اور پھر مالك یوم الدین پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گریہ وزاری کے متعلق درج ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں روتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سینے سے ایسی آواز نکلتی جیسے ہنڈیا ابلنے کی آواز ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔

سامعین! آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تواضع اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میری تعریف میں مبالغہ سے کام نہ لو۔ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں تو اللہ کا بندہ ہوں اس لیے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں میں شامل ہوتے، گدھے پر سواری کر لیا کرتے، غلام کی دعوت قبول فرماتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ بد خلق تھے، نہ بد گو، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے، نہ بدی کا بدلہ بدی سے دیتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاف فرما دیتے اور درگزر فرماتے تھے۔ نیز فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہ مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش خلق اور نرم مزاج تھے۔ نہ تند خو اور نہ ہی سخت دل تھے۔ نہ شور کرنے والے تھے نہ ہی بد گوئی کرتے، نہ عیب لگاتے اور نہ ہی بخیل و حریص تھے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز بچا کر نہ رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحفہ قبول فرما لیتے اور بڑھ کر اس کا بدلہ عطا فرماتے۔

سامعین! شمائل نبیؐ میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اسماء کے بارے میں لکھا ہے کہ جس سے بھی آپ کی سیرت پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں، میں ماحی (کفر کو مٹانے والا) ہوں۔ میں حاشر ہوں یعنی میرے قدموں میں لوگوں کا حشر ہو گا، میں عاقب ہوں یعنی ایسا نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا، میں نبی الرحمہ ہوں، میں نبی التوبہ ہوں، میں مقفٰی ہوں یعنی جس کی پیروی کی جائے اور میں نبی الملاحم ہوں (جس سے جنگیں کی گئیں۔)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے اندر کے سادہ ماحول کا نقشہ ایک حدیث کی روشنی میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمتع دنیاوی کا یہ حال تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ آپ سے ملنے گئے، ایک لڑکا بھیج کر اجازت چاہی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جب حضرت عمرؓ اندر آئے تو آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے، حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپؐ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان اسی طرح آپؐ کی پشت مبارک پر بنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر رو پڑے۔ آپؐ نے پوچھا اے عمر! تجھ کو کس چیز نے رُلایا؟ عمرؓ نے عرض کی کہ کسریٰ و قیصر تو تنعّم کے اسباب رکھیں اور آپ جو خدا تعالیٰ کے رسول اور دو جہاں کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! مجھے دنیا سے کیا غرض؟ میں تو اس مسافر کی طرح گزارا کرتا ہوں جو اونٹ پر سوار منزل مقصود کو جاتا ہو۔ ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی سخت شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھ کر اس کے سایہ میں ستا لے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہوا ہو وہ پھر چل پڑے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 151 ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"تو یہ ہیں وہ عظیم اخلاق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے اعلیٰ معیار تک تمہاری عقل و سوچ پہنچ ہی نہیں سکتی۔ وہ سوچ سے باہر ہیں اور جب وہ ایک مومن کی سوچ سے باہر ہو جائیں تو ایک ایسا آدمی جو مومن نہیں ہے، اس کی سوچ تو ان تک پہنچ ہی نہیں سکتی۔ وہ تو ہر ایسے پہلو کی اپنی سوچ کے مطابق اپنی ہی تشریح کرے گا اور اگر کرے گا بھی تو اگر اچھائی کی طرف بھی جائے تو اس کا ایک محدود دائرہ ہو گا۔ ہمیں بہر حال یہ حکم ہے کہ تم بہر حال اپنی استعدادوں کے مطابق ان اخلاق کی پیروی کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ کی اس زبردست گواہی کے باوجود کہ آپؐ عظیم خلق پر قائم ہیں اور اللہ کا قرب پانے کے لئے، آپؐ کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ فروری 2005ء)

سامعین! میں تقریر کے آخر پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک روایت بیان کرنے لگا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے آنے والے موعود نبی کی تین علامتیں سن رکھی تھیں۔ نمبر ایک وہ صدقہ نہ کھائے گا نمبر دو وہ تحفہ قبول کرے گا اور نمبر تین اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے تینوں علامتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھ لیں تو ایمان لانے کا اعلان کر دیا۔ مگر چونکہ آپ رضی اللہ عنہ یہود کے غلام تھے اس لیے یہود سے اجازت لینی ضروری تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر آپ رضی اللہ عنہ نے یہود سے مکاتبت کر لی مگر یہود نے یہ شرط رکھ دی کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمارے لیے یعنی یہود کے لیے 300 کھجور کے درخت لگائیں۔ ان کی نگہداشت کریں۔ یہاں تک کہ وہ پھل لانے لگیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے 300 درخت لگانے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مدد فرمائی۔ خود گڑھے کھودے اور اپنے دست مبارک سے پودے لگائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے تمام پودوں نے جلد از جلد نشو نما پائی اور اسی سال پھل بھی لے آئے ماسوائے ایک درخت کے جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اکھیڑ کر دوبارہ لگایا تو وہ بھی آپ کی برکت سے چل پڑا اور پھل دینے لگا۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(اس تقریر کی تیاری میں کتاب شمائل النبیؐ از نور فاؤنڈیشن سے مدد لی گئی ہے)

(کمپوزڈ بائی: عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ)

✿✿✿✿